www.novelsclubb.com
MA
تمناؤں
کا
تعاقب
از قلم پاکیزہ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

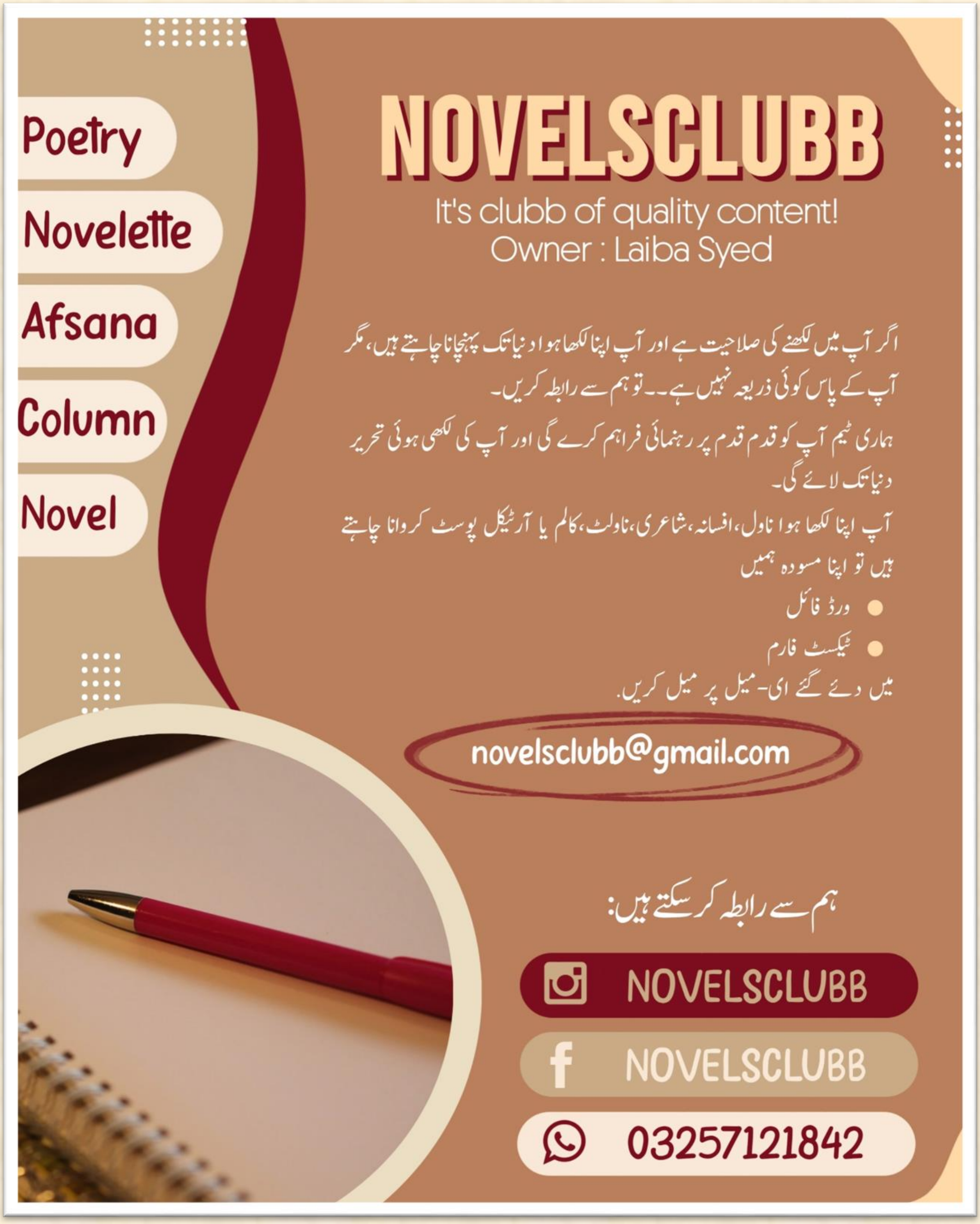
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

تمناؤں کا تعاقب

از قلم

پاکیزہ اسلم

ناول "تمناؤں کا تعاقب" کے تمام جملہ حق لکھاری "پاکیزہ اسلم" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

تمناؤں کا تعاقب

از قلم: پاکیزہ اسلم

باب دوم: لمحے

لمحوں میں زندگی قید ہو کر رہ جاتی ہے

کبھی کچھ لمحے اتنے حسین ہوتے ہیں

کہ ان میں زندگی جی لی جاتی ہے

کبھی صدیوں کی ریاضت، قربانیاں

لمحے میں راءیگاں ہو جاتی ہیں

لمحہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بن جاتا ہے

کبھی یوسف مصر کے بازار میں بکتے ہیں

تو کبھی کسی کو شاہ مصر بنا دیا جاتا ہے

ایک لمحے میں وہ ہو جاتا ہے

جو صدیوں میں نہیں ہوتا لمحے

کائنات کا وہ راز جن تک انسان کو رسائی نہیں

محبت یونہی ہو جاتی ہے نہ تو

طویل قربت کا ثمر اور نہ یہ کہ محبت

کرنے سے پہلے سوچا جائے

محبت تو لمحوں کا کھیل ہے

یونہی لمحوں میں انسان درد اور

لطائف کی دنیا سے آشنا ہو جاتا ہے

اور اسی لمحے رومی مولانا روم بن جاتا ہے

لمحے فنا ہیں، لمحے بقا ہیں

لمحے سانسوں کی روانی ہیں

ایک لمحہ زندگی کی ابتدا کا لمحہ

پھر اسی لمحے سے منٹ، گھنٹے سال،

صدی کی مسافت طے کروائی جاتی ہے

اور پھر اسے واپس کھینچ لیا جاتا ہے

لمحے کائنات ہیں، لمحے سزا ہیں

لمحوں میں جنت خریدی جاسکتی ہے

لمحوں میں جنت سے دربدر کیا جاسکتا ہے

لمحوں کی غلطیاں عمر کی سزا بن جاتی ہیں

لمحے حاصل، لاحاصل ہیں۔۔۔

(عاجز جان ورثی)

☆☆☆☆☆☆☆☆

منظر:

کراچی، پاکستان

شہرِ کراچی کی بہترین کالونی میں موجود گھروں سے صبح صبح کئی آوازیں گونج رہی تھی اور کہیں اِن آوازوں میں چڑیوں کے چہچہانے کی آوازیں شامل تھی ارد گرد موجود ہر شخص طرف اپنی ذات میں گم تھا، ہر کسی کو اپنے کام سے مطلب تھا جیسے قیامت سے پہلے ایک اور قیامت ہو دنیا میں اسی میں شامل ایک گھر جس کے باہر **"احمد ہاؤس"** درج تھا۔

کچن سے ناشتہ کی مختلف خوشبوؤں کے ساتھ غصے اور خفگی کی آوازیں شامل تھی جس کے بنا کم سے کم پاکستان کے گھروں میں ناشتہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ آوازیں بلاشبہ صبح کے کھانے کا ایک اہم رکن تھیں۔

رئیسہ اٹھ جاؤ اور کتنا سونا ہے سکول سے لیٹ ہو جاؤ گی، آوازوں کے ساتھ اس کو اٹھانے کا کام جاری تھا جو کمرے میں سوئی پتا نہیں کن خوابوں میں مگن تھی اس کو اٹھانا ہی مشکل تھا جینا پاکستان کا قرضہ واپس کرنا۔

ماما وہ نہیں اٹھے گی آج ٹیسٹ ہے اس کا، ناشتہ کرتی اس کی بہن جو سکول یونیفارم میں موجود تھی بالوں کی دو طرف الٹی سیدھی پونی کیے وہ ناشتہ کرنے کے ساتھ رئیسہ کے کارنامے بتانے میں مصروف تھی، وہ چند سال بڑی تھی رئیسہ سے

ایک تو یہ لڑکی جان جاتی ہے اس کی پڑھائی سے یہ نہیں ہوتا کہ کچھ اپنی بہن سے سیکھ لے، ان کی آواز میں بیزاریت تھی اور غصہ رئیسہ کی بجائے ابھی انڈے پر نکل رہا تھا اس کی قسمت اچھی تھی کہ ابھی ان کے ہاتھ کام کرنے میں مصروف تھے

ہے نا میں بھی اس سے یہی کہتی ہوں، وہ پر جوش سی بولی جیسے دنیا میں موجود ہر کتاب اس کو حفظ ہو۔۔

کیا سیکھوں میں تم سے ہاں کہ چیٹنگ کے لیے پرچیاں کیسے بنائی جاتی ہیں یا پکڑے جانے پہ ٹیچر سے کیسے بہانے لگائے جاتے ہیں، اس نے باہر آتے اس کی باتوں پر بمشکل آنکھیں کھولتے ہوئے رد عمل دیا۔

وہ ففتھ سٹینڈرڈ میں تھی اور اس کی بہن سکس سٹینڈرڈ میں اس کے گھر والوں کو ہمیشہ لگتا تھا کہ عشاء بہت قابل اور سمجھدار بچی ہے

رئیسہ کے مطابق اس میں کوئی شک نہیں تھا وہ واقعی بہت قابل اور سمجھدار تھی پڑھائی میں نہیں، چیٹنگ میں اب پتہ نہیں اس کی لک اچھی تھی یہ اس کا طریقہ اچھا تھا پر وہ کبھی پکڑی

نہیں گئی تھی اور اگر وہ کبھی پکڑی بھی جاتی تو رئیسہ کو یقین تھا کہ وہ ایسی وجہ پیش کرتی کہ شاید ٹیچر اس کو خود چیٹنگ کرنے کی اجازت دے دیتیں۔

اس سے پہلے عشاء اس کو جواب دیتی کچن سے اس کی ماما کی خفگی سے بھرپور آواز آئی

رئیسہ باز آؤ بڑی بہن ہے وہ تمہاری، اپنی ماما کی آواز پر وہی سے اس کو منہ چڑھنے کے ساتھ اونچی آواز میں بڑبڑائی "ہنہ چیٹر کہیں کی "اور وہاں سے چلی گئ

ماماااا...، اس کی حرکت پر وہ بلند آواز میں بولی جیسے دنیا کے سارے ظلم ایک ساتھ اس کی ذات پر کیئے گئے ہوں

ہنہ ممی ڈیڈی گرل.. ماماااا، وہ واپس آکر جواب دینے کہ بعد اس کی نقل اترتی وہ اوپر کی سیڑھیاں چڑھنے لگی

احمد ہاؤس تین منزلوں پر مشتمل تھا جس میں ہر آسائش موجود تھی وہ گھر واقعی خوبصورت گھروں میں شمار کیا جاسکتا تھا گراؤنڈ فلور پر ارسلان احمد جو رئیسہ کے فادر تھے وہاں ان کی فیملی رہتی تھی اور درمیان میں وقار احمد ان کی بیٹی اور بیوی رہائش پذیر تھے اور سب سے آخر میں اس کے چاچو جو ایک جرنلسٹ اور فری لانسر تھے "**دانیال احمد**" وہ غیر شادی شدہ تھے

اب کہاں جا رہی ہو اسکول نہیں جانا کیا میں ناشتہ نہیں بنا کے دوں گی بعد میں، اس کو اوپر جاتا دیکھ کر انہوں نے پیچھے سے آواز دی۔

میں چاچو کے ساتھ کر لوں گی ناشتہ، مدھم آواز سنائی دی وہ اپنی منزل پر پہنچ گئی تھی۔

آج کیا کہہ کر آئی ہو عشو کو، دانیال (چاچو) نے کچن میں مصروف اس کو مخاطب کیا وہ اپنا زیادہ تر کام خود کرتے تھے جس میں کھانا بنانا شامل تھا اور عشاء کے بولنے کی مدھم آواز ابھی تک آرہی تھی جیسے واقعی اس پر ظلم کی انتہا کر دی گئی ہو

میں تو کچھ نہیں کہہ اس کا تو ویسے ہی ریڈیو شروع ہو جاتا مجھے دیکھ کر جیسے میں کوئی سگنل کیچر ہوں، وہ انتہائی معصومیت سے بولی تھی کہ کوئی بھی یقین کرتا یا نہ کرتا پر غصہ نہیں کر سکتا تھا معصوم۔۔۔

جاؤ تیار ہو جاؤ سکول کے لیے پھر ناشتہ کرنا ہے نہیں تو ٹھنڈا ہو جائے گا، اس کے سکول یونیفارم سے لیکر ہر ضرورت کی چیز اس فلور پر موجود ہوتی تھی جو اس کی فیملی کے پاس بھی نہیں ہوتی تھی

وہ اپنی فیملی کے ساتھ کم اور چاچو ساتھ زیادہ رہتی تھی ارسلان احمد نے کبھی رئیسہ میں دلچسپی ظاہر نہیں کی تھی ان کو اپنی ایک ہی بیٹی چاہیے تھی جوان کے لیے "عشاء ارسلان" تھی وہ اپنی فیملی کے لیے ایکسٹرا کریکٹر تھی اپنی ماں کے لیے بھی

☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور پاکستان:

یہ منظر لاہور میں موجود فارم ہاؤس کا تھا جہاں کئی سیاست دانوں کی حساس معلومات اور اعمال کے راز دفن تھے اس گھر کا ملک "اقبال مرزا" تھا۔ موجودہ حکومت کا وزیر داخلہ تھا ۔۔پنجاب میں ہونے والے ہر غیر قانونی کام میں شیطان کے بعد اس شخص کا ہاتھ ہوتا تھا اس کی اکلوتی اولاد "حدید اقبال" تھا عرف ہادی (یونو)

اقبال مرزا اس وقت دھوپ میں بیٹھا سفید کرتے پہنے ارد گرد کے ماحول سے بے ناز چائے پینے میں مصروف تھا کہ اس دوران اس کے گارڈ نے کسی کے آنے کا پیغام دیا اس کے تاثرات میں حیرانی تھی گارڈ کے جانے کے بعد آنے والے شخصیت کا انتظار کرنے لگا

ارے آپ نے آنے کا تکلف کیوں کیا طلحہ صاحب!! ایک پیغام بھیج دیتے میں خود حاضر ہو جاتا، وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا اس کا لہجہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا

ارے آپ کیوں آتے پیسا کنویں کے پاس جاتا ہے کنواں تھوڑی جاتا ہے، مسکرا کر کہا وہ چاکلیٹ براؤن کلر کے سوٹ میں ملبوس تھا اور کوٹ پر ہمیشہ کی طرح مارخور کی پن موجود تھی

یقین کرئے آپ ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ کنواں خود آپ کے پاس آئے، قہقہہ بلند کیا۔اس کے کندھے جھکے ہوئے تھے۔۔

تو بتائیں کیا پیش کیا جائے آپ کی خدمت میں، ان دونوں کے علاوہ وہاں بس گھاس تھی دور تک پھیلی ہوئی۔۔۔

سگریٹ، یہاں وہاں کا تفصیلی جائزہ لینے کے ساتھ ایک حرفی جواب دیا

فیکٹری چاہیے یا ایک عدد ڈبی، اس کا ارادہ واقعی ایسا تھا کہ وہ فیکٹری دے دیتا حد ہوتی ہے منافقت کی۔۔۔

فیکٹری آپ رہنے دیں پہلے والی ہی بہت مسئلے کر رہی ہے ابھی بس ایک ہی چاہیے،اس نے مزے سے کہا

سگریٹ دینے کے دوران حدیدان کی طرف آتا دکھائی دیا۔وہ سفید شلوار قمیض کے ساتھ بلیک شال لیے ہوئے تھااور آہستہ قدموں کے ساتھ آرہا تھا جیسے اس شخص سے ملاقات کا خواہش مند نہ ہو۔

طلحہ سگریٹ پینے میں مصروف تھا کہ ہادی جواب وہاں ان کے درمیان موجود تھا۔اس نے اس کی انگلیوں میں دبا سگریٹ پکڑااور پاؤں سے مسل دیا۔

معذرت کے ساتھ مجھے سگریٹ کی سمیل پسند نہیں، سکون زدہ انداز میں جواب دیا یہ حرکت جان بوجھ کر کی گئی تھی۔

اووو سیر یسلی مجھے اندازہ نہیں تھا،اس کے انداز میں حیرانی اور غصہ کی ملے جلے انداز میں بمشکل ضبط کیا تھا۔

معزرت اس کو پتہ نہیں آپ کون ہے،اقبال مرزا اپنی کرسی سے اٹھ کر دوبارہ سیگریٹ جلنے لگ اور ہادی اپنے فون میں مصروف ہو گیا

جانے دیں اقبال مرزا۔ کوئی طلحہ ذوالفقار کو نہ جانتا ہو ایسا ہو ہی نہیں سکتا،اس کے لہجہ میں یقین تھا اور حقیقت بھی کہ کوئی سیاست سے منسلک ہو اور اس شخصیت کی پہچان نہ رکھتا ہو۔۔

یہ میرا بیٹا۔۔۔،اقبال مرزا کی بات پوری ہونے سے پہلے طلحہ کی آواز آئی

اوو۔۔ تو یہ سلطنت کے ولی عہد ہیں تو معاملات ان کے ساتھ اچھے ہونے چاہیے ہے نہ، آنکھوں کا نظارہ بدلا تھا وہ ہادی کی طرف متوجہ تھا۔

کوشش کی جاسکتی ہے،ہادی سوچنے کے انداز میں بولا،دھیان ابھی بھی فون پر تھا

طلحہ نے متاثر کن انداز میں پلکوں کو حرکت دی اور جانے کے لیے اٹھا۔سینے پر ہاتھ رکھ کر سر ہلکا سا جھکا کر جانے کے لیے مڑا اسے اپنے پیچھے اس کی آوازیں سنائی دیں

تمہیں کس نے کہا تھا اس کی سگریٹ کو مسلنے کے لیے برداشت نہیں کر سکتے تھے کیا،انداز ایسا تھا کہ اگر وہ ان کا بیٹا نہ ہوتا تو زندہ بھی نہیں ہوتا

کیوں برداشت کرتا میں میرے اپنے اصول ہیں نہیں پسند تو نہیں پسند،وہ غصہ میں بول کر اٹھ گیا۔

"پسند تو مجھے بھی بہت کچھ نہیں ہے اور سر فہرست تمہارے باپ کی سیاست ہے" طلحہ نے طنزیہ ہنسی کے ساتھ سوچا

اقبال مرزا نے پہلے طلحہ کی طرف دیکھا اور پھر ہادی کی طرف دیکھا جہاں سے وہ گیا تھا بے شک اولاد ضروری تھی پر جان سے زیادہ تو نہیں" اس نے ٹیبل سے فون اٹھا اور کسی سے بات کرتے دوران وہ مسلسل معذرت کرتے یہاں وہاں ٹہل رہا تھا۔۔ "

طلحہ ذوالفقار کے لیے چیزیں اور انسان چھوڑ نا دنیا کہ آسان کاموں میں شمار تھا پھر کیا فرق پڑتا ہے وہ دنیا سے ہو یا اس کی زندگی سے۔۔۔

"اور پھر سگریٹ بھی کوئی چیز تھی اور وہ بھی چھوڑنے والی ہر گز نہیں "

☆☆☆☆☆☆☆☆

مس چلی گئی کیا، پھولی سانس کے ساتھ وہ کلاس میں داخل ہوئی آج وہ کالج میں اسائمنٹ دینے آئی تھی جس کی لاسٹ ڈیڈ آج کی تھی اور اس کی کلاس کی پروفیسر ٹائم سے پہلے ہی چلی گئی تھی

ہاں انھوں نے اسائنمنٹ لی اور چلی گئی، کسی کلاس فیلو نے جواب دیا اور دوبارہ باتوں میں مصروف ہو گیا

پر ٹائم تو ابھی ہے پھر کیوں چلی گئی پہلے، یہ تو کوئی بات نہیں ہوئی، وہ حیرانی اور غصے سے بولی۔
پھر اس کی ان ٹیچر کے ساتھ کچھ خاص بنتی بھی نہیں تھی

اور پھر سب کو پتا ہے وہ کیسی ہیں، لگتا نہیں ہے وہ لیں گی اب، تبصرہ پتا نہیں کس نے کیا تھا۔

ایچ او ڈی دیں گئے تب تو لینی پڑے گی نہ، وہ بڑبڑا کر پروفیسر حماد کے آفس کی طرف گئی وہ ہمیشہ کی طرح بنا دستک دیے اندر داخل ہوتی کہ اس کو رکنا پڑا کیونکہ جس مس کی اسائنمنٹ تھی وہ سامنے موجود تھی

سو.. سوری پروفیسر مجھے یاد نہیں رہا، اشارہ دروازے والی حرکت کی طرف تھا

کوئی بات نہیں آجاؤ کیا کام تھا، اس سے پہلے سے وہ مس کچھ کہتی پروفیسر حماد جلدی سے بولے

تھینک یو سر وہ اسائنمنٹ سبمٹ کرانی تھی مس کو، مدھم آواز میں ٹیچر کی اشارہ کیا

کیا میں یہ نہیں کہا تھا کہ یہ کلاس ٹائم میں سبمٹ ہو گی، وہ تیز آواز میں بول کر سخت نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی

جی کہہ تھا میں لیٹ ہو گی تو پلیز آپ سبمٹ کر لے، مجبوری میں انسان کو کیا نہیں کرنا پڑتا

میں نے کہہ نہ نہیں سبمٹ ہو گی تو جائے یہاں سے، وہ اب کی بار غصے سے بول کر سامنے موجود اسائمنٹ چیک کرنے لگی

رئیسہ نے بے چارگی سے پروفیسر کو دیکھ اور انھیں ہاتھ کھڑے کرنے کے انداز میں تاثر دیا

کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد اس نے اشارے سے پروفیسر کو اپنی طرف متوجہ کیا

پلیز انکل میں آپ کو چائے پلادوں گی میری اسائمنٹ سبمٹ کرادیں، ٹیچر کی اس کی طرف پشت ہونے کی وجہ سے اس کی حرکت کو نہیں دیکھ سکتی تھی

پلیز چائے کے لیے، وہ زمین پر بیٹھنے کے انداز میں جھکی ہاتھ جوڑنے کی کمی رہ گئی تھی بس۔۔

مس کر لے سبمٹ ویسے بھی آپ کی کلاس کے آف ہونے میں ابھی بھی دس منٹ ہیں تو آپ یہ کر سکتی ہیں انسان لیٹ ہو جاتا ہے کبھی کبھی... رکھو یہاں پہ اسائمنٹ اور جاؤں

شاباش دوبارہ یہ غلطی نہ ہو، پہلی بات ٹیچر سے کہی اور مصنوئی خفگی سے رئیسہ کو جانے کا بولا۔

تھینک یو پروفیسر، پروفیسر کی آواز پر وہ سیدھی کھڑی ہوئی اور مس کہ جواب سے پہلے ہی اس نے اسائنمنٹ رکھی اور جلدی سے باہر کی طرف بڑی

اب وہ مس غصہ سے اس کی اسائنمنٹ دیکھ رہی تھی اگر وہ پروفیسر کی کچھ نہ لگتی تو وہ رئیسہ کو دن میں تارے دیکھانے کا ارادہ رکھتی تھی پر اب یہ ایک طرفہ خواب تھا۔

"نہ پورا ہونے والا خواب"

☆☆☆☆☆☆☆☆

کالج کے اسائنمنٹ سبمٹ کرانے کے بعد وہ سیدھا کورٹ گئی بلیو کلر کی جینز کے ساتھ وائٹ شرٹ پہنے ہمیشہ کی طرح کوٹ ڈالے اور سٹالر گلے میں لیے ائیر بڈز کی ڈبی کو ہوا میں اچھالتی وہ پراسیکیوٹر کے آفس کی طرف جا رہی تھی آج اس کے ساتھ بیگ کا اضافہ تھا کیونکہ وہ کالج سے سیدھا کورٹ آئی تھی

پراسیکیوٹرا بھی تک نہیں آئے کیا آج، غیر متوقع بات تھی یہ اور وہ خوش بھی تھی کہ آج یہاں سے انسلٹ نہیں کروانی پڑے گی

نہیں وہ آج چھٹی پہ ہیں، کسی نے مصروف انداز میں جواب دیا

چھٹی پہ ہیں پر کس وجہ سے، حیرانی کے ساتھ دن بھی برباد ہوا تھا اس کا۔

پتہ کیا ہو وجہ نہیں بتائی، کی بورڈ کی آوازوں کے درمیان اس کی آواز گونجی تھی۔

اف یار۔۔۔ آج کا سارا دن خراب گیا، اس کے چہرے کے تاثرات بالکل بدل گئے تھے

وہ اب کسی کیفے میں بیٹھی لیپ ٹوپ سے اپنا کام کرنے مصروف تھی۔ ساتھ ایک کافی کا کپ موجود تھا۔۔ ہر طرف ہلکا ہلکا شور اور لوگوں کی باتوں کی آوازیں شامل تھی کافی کی خوشبو ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

وہ بار بار پیچھے موڑ ہر دیکھتی کچھ نظر نہ آنے پر وہ دوبارہ کام کرنے لگتی اس کے انداز میں عجیب بے چینی تھی بہت عرصے بعد آج اس کو صبح سے محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی اس کا مسلسل پیچھا کر رہا ہے "پر کون؟" اسے پھر سے موڑ کر دیکھا

کہ اچانک کوئی شخص اس کی ٹیبل سے ٹکرایا اس کی کافی ٹیبل پر ارد گرد پھیل گئی اس سے پہلے وہ اس کو برا بھلا کہتی وہ معزرت کرتا جلدی میں نکل گیا۔

پتہ نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں جب اللہ نے آنکھیں دی ہیں تو استعمال بھی کر لے اس دنیا کے ہر انسان کو بس میری ہی کافی سے مسئلہ ہے، وہ غصے اور بیزاری سے کافی صاف کرنے کے ساتھ بڑبڑاہٹ میں مصروف تھی اس دوران اس کا دھیان بیگ کی طرف نہیں گیا تھا وہاں ایک چیز کا اضافہ تھا ایک لفافہ چھوٹے سے کارڈ کی طرح کا۔

کافی دیر بعد وہ کام ختم کرنے کے بعد لیپ ٹوپ کو بیگ میں رکھتے اس کا دھیان کارڈ کی طرف گیا کچھ حیرانی اور نا سمجھی سے یہاں وہاں دیکھنے کے بعد لیپ ٹوپ واپس ٹیبل پر رکھا اور وہ کارڈ کھولنے لگی سکن کلر کے اس کارڈ پر بلیک کلر میں انگلش کی ایک عبارت درج تھی

" TIME, WHICH SEES ALL THINGS, HAS FOUND YOU OUT "

☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

ہمیشہ کی طرح آج بھی رئیسہ کو اس کے بابا چھوڑ گئے تھے وہ افشاں کا انتظار کرتے تھے پر رئیسہ کا نہیں۔۔ آج بھی وہ بیگ لیے دروازے پر کھڑی دور جاتی ارسلان صاحب کی گاڑی کو دیکھا رہی تھی اس کی ماں کی آوازیں مسلسل اس کو سنائی دے رہی تھی

تمہارا روز کا ہو گیا ہر کوئی وقت پر تیار ہو گا پر تمہارے تیار ہونے کا وقت نہیں بدلے گا اب چاچو کو آوازیں نہ دینا زیادہ دور نہی۔۔۔، وہ اور بھی بہت کچھ کہا رہی تھی پر رئیسہ آنکھیں صاف کرتی گھر سے نکل کر سکول کے راستے جانے لگی

دانیال گھر میں اس کے بارے میں پوچھتا اس کے پیچھے آیا تھا اس کو اندازہ تھا آج بھی ارسلان اس کو چھوڑ گئے ہوں گے اس دنیا میں موجود واحد ہستی جس کو **"اس"** کی فکر تھی

رئیسہ روک جاؤ، دانیال مسلسل آوازوں سے اس کو روکنے کو کوشش کر رہا تھا اس کی آواز سے اس کی رفتار مزید تیز ہو جاتی ارد گرد موجود لوگوں نے ان کی طرف دیکھا اور دوبارہ اپنا کام کرنے لگے۔

رو کو کہا جا رہی میں کب سے آوازیں دے رہا ہوں گڑیا، اس کے قریب پہنچ کر نرمی سے بازو کی مدد سے اپنی طرف متوجہ کیا وہ اپنے آفس جانے کے لیے مکمل تیار تھا

Clubb Quality Content

آپ روکی کیوں نہیں میری آواز پر، وہ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ اس کا چہرہ دیکھنے لگا جہاں آنسوئں کے نشان تھے۔

میں آپ سے بات کر رہا ہوں گڑیا، وہ سر جھکائے کھڑی رہی کئی لوگوں نے ان کو مشکوک نظروں سے دیکھا

ماما نے کچھ کہا ہے کیا، وہ اس کے خاموش رہنے پر ہمیشہ اندازے ہی لگتا تھا جیسے اب کر رہا تھا

اب ہاں میں سر ہلایا تھا اس کی گردن کی حرکت پر دانیال نے گہری سانس لی

کیا کہا انہوں نے، لہجہ میں حد سے زیادہ نرمی تھی وہ رئیسہ سے کبھی چاہ کر بھی سخت آواز میں مخاطب نہیں ہوا تھا۔

انہوں نے کہا کہ تم ہمیشہ یہی کرتی ہو خود جاؤ سکول دور نہیں ہے، وہ لڑکھڑاتی آواز میں بولی آنسو تھے کہ اب آتے بس باہر

بیٹا میں ہوں نہ آپ کے لیے آپ کے ساتھ مجھے کہہ دیتی اکیلے آنا سیو نہیں ہے، وہ اس کے آنسوؤں صاف کرتے نرمی سے بول رہا تھا

ماما نے کہا چاچو کو آواز نہیں دینا، وہ خاموش ہونا کی بجائے دانیال کے کندھے پر سر رکھے مزید رونے لگی

دانیال نے شدید عضے ضبط کیا تھا" **کوئی کچھ بھی کہے آپ کو پر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گا میں آپ کے مسئلے حل کروں گا**" اور اب سے آپ میرے ساتھ سکول جایا کریں گی اوکے، اس کو کندھے سے الگ کر کے آنکھوں میں دیکھتے تصدیق چاہی۔

پر ماما۔۔ وہ اس کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گئی اس کو یقین تھا اپنے چاچو پر وہ جھوٹ نہیں بولتے۔

ماما یا کوئی بھی دوسرا شخص کچھ نہیں کہے گا آپ کو، میں بات کرلوں گا سب سے، وہ اس کے بال سنوارنے لگا۔

پکا، وہ معصومیت سے بولی۔

پکا، دانیال نے اس کے ماتھے پر لب رکھے اور بیگ کندھوں پر سے اپنے ہاتھ میں لیا

پکا نہ آپ میرے ساتھ رہو گے نہ ہمیشہ، اس کی آواز میں خوف تھا۔۔۔ان کے چلے جانے کا

ہاں پکا پر و مس اب چلے سکول سے دیر ہو جائے گی، انگلی پکڑے جانے لگے۔

پر ہم گھر سے بہت دور ہیں چاچو، پریشانی سے پیچھے کو دیکھا

کوئی بات نہیں ہم ایسے ہی چلے جائے گئے، نرمی سے اس کی طرف جھکا کر جواب دیا۔

چل کر؟ حیرانی سے پوچھا۔۔

جی چل کر، اس کو شاید یہ پسند نہیں آیا تھا، پر وہ ان کے ساتھ ایسے جانے میں بھی خوش تھی

اوکے، وہ دانیال کی انگلی پکڑ کر چلنے گئی اور پتہ نہیں کیا کیا باتیں کرنے لگی اور وہ پوری توجہ سے نہ طرف اس کی باتیں سنتا بلکہ مختلف تاثرات اور تجسّس سے رد عمل بھی دیتا جیسے اس سے ضروری شاید ہی دنیا میں کوئی کام ہو سکتا ہے

وہ ایک مکمل منظر تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆

منتہا لاؤنج میں بیٹھی بچوں کو قرآن پڑھا رہی تھی وہ ہاؤس وائف کے ساتھ قرآن ٹیچر بھی تھی یہاں وہاں کی کام مکمل کرتی وہ ان کو سبق پڑھا کر مصطفٰی کی طرف چلی گئی

چلو مصطفٰی آپ بھی وضو کرو بیٹھو بچوں کے پاس جا کر، بیڈ پر اس کو اٹھا کر شیٹ درست کرنے لگی وہ وضو کرنے چلا گیا اس کو جاتا دیکھ کر منتہا نے حجاب درست کیا اور دوبارہ باہر کو آگئی

آپی ایک بات پوچھنی تھی، قرآن کھولے ایک لڑکی کی آواز آئی وہ کچن میں کسی کام سے جا رہی تھی اس کی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوئی

جی پوچھیں، وہ مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ اس کے سامنے سوفے پر موجود تھی

کیا ہمیں اللہ کے علاوہ کسی سے دعا پوری کرانے کے لیے جانا چاہیے، اور لڑکی کی عمر اٹھارہ کے قریب تھی اس کے چہرے پر نہ سمجھی کے تاثرات تھے

نہیں ہمیں اللہ کے علاوہ کسی سے کچھ نہیں مانگنا چاہیے، ارد گرد موجود دوسرے بچے کبھی آپ سبق دوہراتے کبھی کسی چیز کی طرف متوجہ ہو جاتے

پھر لوگ درباروں پر کیوں جاتے ہیں؟ وہ یہاں وہاں دیکھتے احتیاط سے سوال کر رہی تھی

وہ ان کا عقیدہ ہے بچے، منتہا اس کو جواب دینے کے ساتھ ان بچوں کو سبق کی طرف متوجہ کرنے لگی۔

تو کیا وہ راستہ ٹھیک نہیں ہے، اس کی آواز بہت مدھم تھی اتنی کی صرف ایک شخص اس کو باآسانی سن سکتا تھا

Clubb of Quality Content

انتظار بہتر ہوتا ہے جو چیز جلدی ملتی ہے وہ جلدی چلی بھی جاتی ہے اس لیے انتظار بہتر ہے،

منتہا نے اس کی طرف دیکھتے مدھم پر نرم آواز میں جواب دیا

تو کیا وہ لوگ انتظار نہیں کرتے اور ان کی چیزیں جلدی ان سے چھین لی جاتی ہیں یا اس لیے کہ اللہ نے ان کی دعا قبول نہیں کی اور انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا، وہ حیرانی سے زیادہ تجسس کا شکار تھی۔

دعائیں قبول کرنے والی ذات طرف اللہ کی ہے اور نہ اللہ کے سوا کسی انسان میں یہ صلاحیت ہے اور نہ کوئی سوائے اللہ کہ انسان کو سن سکتا ہے تو دوسرا راستہ اختیار کرنا جاہلیت ہے اللہ کی طرف اٹھایا ہوا کوئی قدم رائیگاں نہیں جاتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں، اب کی بار لہجہ نرم، پر تھوڑا بلند تھا۔

پھر سب کی دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی ہیں؟ مزید سوال پیش کیا

دعاؤں میں مان اور یقین ہونا ضروری ہے اگر آپ اپنے بابا سے کچھ لانے کا کہے تو دل میں یہ خیال ہی نہیں آتا کہ وہ چیز آئے گی بھی یا نہیں اور اگر وہم ہو بھی جائے تو یقین اتنا ہوتا ہے کہ شک کی گنجائش نہیں رہتی تو اللہ تو پھر انسانوں کو پیدا کرنے والا ہے جب اس کے بنائے

انسانوں پر اتنا یقین ہے تو اتنے یقین سے اللہ سے بھی مانگ کر دیکھو، بہتر طریقے سے ملے گا،

وہ اب دوسرے بچوں کی طرف متوجہ ہوئی جو مسلسل یہاں وہاں دیکھنے میں مصروف تھے

پر دعائیں فوراً قبول کیوں نہیں کرتے اللہ، وہ دوبارہ مخاطب ہوئی وہ مطمئن نہیں ہوئی تھی اس

کے جواب سے۔۔

اللہ فوراً گناہوں کی سزا بھی تو نہیں دیتا دونوں اس کی رحم کی صورتیں ہیں کتنی آسانی سے آپ

وہ سب بھول جاتے ہیں جو آپ کا رب آپ کے لیے کرتا ہے آپ کی کون سی دعا اللہ نے

قبول نہیں کی یہ آپ کو یاد ہے مگر یہ یاد نہیں رہتا آپ کے کتنے گناہ ایسے ہیں جن پر اللہ نے

آپ کو پکڑنے میں جلدی نہیں کی، شکر کی کتنی بے شمار وجوہات ہیں پھر بھی آپ اپنے رب کا

شکر نہیں کرتے، وہ جواب کیسا تھا، اب وہ اس کی سوال کا جواب مانگ رہی تھی

وہ لاجواب ہو گئی اس کی سمجھ میں نہیں آیا وہ کیا جواب پیش کرے یہ سوال اس کے وہم و گمان

میں بھی نہیں تھا وہ خاموشی سے دوبارہ اپنا سبق دیکھنے لگی

منتہا اس کو اسی طرح چھوڑ کر دوبارہ مصطفٰی کی طرف اس کو دیکھنے چلی گئی

☆☆☆☆☆☆☆☆

اس دن کارڈ ملنے کے بعد سے کچھ مزید عجیب ہونے لگا تھا اس کے ساتھ، جو واضح طور پر اس کو تنگ کر رہا تھا۔ پر سوال یہ تھا کیا چیز تھی جو رئیسہ ارسلان کو پریشان کر رہی تھی؟

وہ زاویار کے آفس میں موجود اس کا انتظار کرنے میں مصروف تھی کہ کوئی شخص اندر داخل ہوا وہ مکمل طور پر بلیک ڈریس میں موجود تھا

یہ آپ کے لیے دیا ہے کسی نے، پر اسرار آواز اس کا چہرا ماسک اور کیپ کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کسی ایجنٹ کی مانند تھا، گویا کوئی راز ہو اس کے پاس۔۔

میرے لیے۔۔ آپ کو غلط فہمی ہو گئی ہے شاید یہ پراسیکیوٹر زاویار کا آفس ہے تو یہ ان کے لیے ہو گا، اس کے انداز حیرانی تھی خود کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اس نے زاویار کی کرسی کی طرف اشارہ کیا

نہیں یہ آپ کی لیے ہمیں آپ کو دینے کا کہا ہے، وہ ہاتھ آگے کیے کھڑا تھا کہ اگر وہ چند منٹ تک نہیں لیتی تو وہ وہاں رکھ کر چلا جاتا

Clubb of Quality Content

پر مجھے کون یہ بھیج سکتا، اس کے بات پوری ہونے سے پہلے وہ شخص باہر کو چلا گیا کارڈ رئیسہ کے ہاتھ میں تھا اس نے لاشعوری طور پر کارڈ ٹیبل پر پھینکا اور اس کے پیچھے بھاگی پر وہ ہجوم میں کہیں گم ہو گیا۔

واپس آنے کے بعد اس نے چاروں طرف سے وہ لفافہ دیکھنے کے بعد کھولا تو اس میں موجود کارڈ پر وہی عبارت درج تھی جو کیفے میں موجود کارڈ پر تھی۔

"TIME, WHICH SEES ALL THINGS, HAS FOUND YOU OUT"

اس کے سر میں اب شاید درد ہونے لگا تھا۔اب یہ سب برداشت سے باہر ہو رہا تھا سوچوں میں گم کب زاویار آفس میں داخل ہوا اس کو اندازہ نہیں ہوا اس کے دو سے تین بار ٹیبل بجانے پر وہ ہوش میں آئی۔

رئیسہ زاویار کی طرف متوجہ ہوئی اس نے آنکھوں سے اشارہ کیا (جیسے پوچھ رہا ہو کیا ہوا؟)

مجھے آپ سے ایک بات پوچھنی تھی، کارڈ ابھی بھی ہاتھ میں موجود تھا پر اس طرح کے زاویار اس کو نہیں دیکھ سکتا تھا

فراڈ کے کیس کی کیا سزا ہے پاکستان میں، سوالیہ اور مصروف انداز اسے اب کی بار بھی ایسے ہی کسی سوال کی توقع تھی

کیا جو چیز آپ سے وقت چھپا رہا ہو اس کو تلاش کرنا چاہیے، وہ بالکل سنجیدہ تھی کارڈ پر گرفت مضبوط ہوئی تھی ضبط سے۔

وقت کے ساتھ بہت سے راز دفن ہوتے ہیں۔ قبروں کو اگر دوبارہ کھودا بھی جائے تو خاک کے سوا کو کچھ انسان کو کچھ نہیں ملتا اسی طرح وقت جن چیزوں کو چھپا رہا ہو ان کو تلاش کرنا بھی دوبارہ قبر کھودنے جیسا ہے، وہ کام چھوڑ کر سنجیدگی سے جواب دینے کہ بعد اس کے تاثرات دیکھنے لگا

وہ چند لمحے اس کے بارے میں سوچنے کے بعد وہ بولی "آج کے لیے کیا کام ہے "کارڈ کو اب بری طرح ہاتھ میں دبا دیا تھا

وہ...، اس کی نظریں سائیڈ پر رکھی ایف آئی آرز پر تھی

میں آج کوئی ایف آئی آر ریڈ نہیں کروں گی، اس کے بعد پوری ہونے سے پہلے وہ بہت سیریس انداز میں بولی

تو میں نے کب کہا کہ آج بھی وہ والی فائل ریڈ کرنی ہے، وہ اس کو زچ کرنے میں ماہر تھا

پر آپ کا اشارہ تو ان کی طرف ہے نہ، آنکھوں کی طرف اشارہ کیا

اشارہ تو میں نے یہ بھی دیا تھا کہ میں آپ کے ساتھ کام کرنا نہیں چاہتا وہ تو نہیں سمجھ آیا آپ کو محترمہ، ٹیبل پر آگے ہوئے وہ بہت سیریس انداز میں جواب مانگ رہا تھا

ہاں تو اللہ معاف کرے میں نے ایسے کام تھوڑی کیے ہیں جو مجھے اشارے سمجھ آتے ہوں گے، اور آنکھیں بڑی کیے کرسی پر ٹیک لگا گئی

ہاں جیسے میرا بہت ایکسپیرینس ہے نا راستے میں کھڑے ہو کے لوگوں کو اشارے کرنے کا، اس کا لہجہ اب بھی ویسے تھا

ہاں تو لگ تو ایسے ہی رہا ہے، وہ ہار ماننے کو تیار نہیں تھی

ہاں لگنے کو تو بہت کچھ لگ سکتا ہے جیسے ابھی مجھے لگ رہا ہے کہ آپ پاگل خانے سے بھاگی ہوئی کوئی مریض ہیں جو میرے پاس آگئی ہیں اپنی لاعلاج بیماری کے لیے، فورا جواب آیا تھا

آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں، اس کے لہجے میں بے انتہا کی حیرانی تھی کہ وہ پاگل کہاں سے لگتی تھی

نہیں غلط بات میں آپ کو پاگل نہیں کہہ رہا ہوں میں نے کہا پاگل خانے سے بھاگی ہوئی مریض، اس نے بڑے سیر یس انداز میں اپنی بات دوبارہ دہرائی

تو بات تو ایک ہی ہوئی نہ، وہ ہاتھ کو ہلا کر بات کرنے لگی

ایک ہی بات نہیں ہوئی نا جیسے ہاسپٹل میں جانے والی سارے لوگ بیمار نہیں ہوتے کچھ ان کے ساتھ مدد کے طور پہ ہوتے ہیں جیسے ہاسپٹل کے ڈاکٹر ز بیمار تھوڑی نہ ہوتے ہیں اسی طرح پاگل خانے میں رہنے والا یا وہاں سے بھاگنے والا ہر بندہ پاگل تھوڑی نہ ہوتا ہے، آخر کیوں وہ یہ فضول گفتگو کر کے اپنا وقت برباد کر رہا تھا اس کو سمجھ نہیں آیا۔

وہ پاگل ہی ہوتا ہے وکیل صاحب، ٹھہر ٹھہر کر ضبط سے الفاظ ادا کیے

تو مطلب آپ مان رہی ہیں آپ پاگل ہیں، اس بار رئیسہ نے غلط انسان سے پنگا لیا تھا

اور اگر میں کہوں میں پاگل نہیں ہوں تو، اب ہاتھ باندھ کر پوچھا تھا

تو بھی میں یہی مانو گا کہ آپ پاگل ہیں محترمہ کیونکہ کوئی پاگل خود کو تھوڑی نہ کہتا ہے کہ وہ پاگل ہے، اس کی معلومات میں اضافہ کیا گیا تھا

یہ والی فائل ریڈ کرنی ہیں، وہ پہلے والی فائلز اٹھا کر لائی اب اس نے ہار مان لی تھی

جی بالکل اتنی سی بات تھی اس کے لیے اتنی بحث کی کیا ضرورت تھی، پُرسکون انداز رئیسہ نے جواباً ٹیڑھا میرا منہ بنایا اور دوبارہ فائل ریڈ کرنے لگ گئی وہ مزید خود کو پاگل نہیں کہلوا سکتی تھی اور زاویار کا مدھم سا قہقہہ سنائی دیا اگر وہ غصے میں نہ ہوئی تو اس کی ہنسی سے ضرور متاثر ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیلیفورنیا، امریکہ

کلاس میں موجود پروفیسر ان کو سبجیکٹ کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے روشن دان کی وجہ سے کلاس میں کی طرف دھوپ کی کرنیں اندر داخل ہو رہی تھی مگر وہ سب سے بے خبر آخر میں ہیڈ ڈاؤن کیے وہ سونے میں مصروف تھا پروفیسر کی جانے کے بعد کسی نے اس کے کندھے کو ہلا کر اٹھانے کی کوشش کی، ایک دو مرتبہ اس طرح ہونے کے بعد اس نے اپنا سر اٹھایا۔

ہیزل گرے بلوائیز جو اچانک نیند سے اٹھنے کی وجہ سے ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھی، سوالیہ انداز میں آئی بروکو اٹھایا ۔اچانک اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی اور وہ بے یقینی سے

اس اپنے سامنے موجود لڑکی کو دیکھنے لگا اس کو یونیورسٹی کے گارڈن میں پودوں کو پانی دیتے دیکھا تھا اس نے، اور آج وہ اس کے سر پر کھڑی تھی وہ بھی اتنے غصے کے انداز میں، اس کا حیران اور ساکن ہونا واجب تھا

اس نے حیرانی سے ادھر ادھر دیکھا اور سوچا کیا وہ یہ سب خواب دیکھ رہا ہے یہ سوچ کے اس نے دوبارہ ہیڈ ڈاؤن کر لیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا

اب کی بار اس نے کندھا نہیں ہلایا تھا بلکہ پوری قوت سے ہاتھ میں موجود کتابوں کو ٹیبل پر مارا تھا ساری کلاس بیک وقت میں اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اب اس کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہا تھا یہ حقیقت تھی۔۔

جی میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں، مشکل سے آنکھیں کھولتے وہ بہت سوچ کر بولا تھا ورنہ کتابیں اس کے سر پر بھی ماری جا سکتی تھی

کیا کلاس روم کوئی سونے کی جگہ ہے، وہ ضبط سے بولی اس کے بال جو بوب کٹنگ میں تھے چہرے کے اطراف میں بکھرے ہوئے تھے

جی؟؟اس کو سوال سمجھ نہیں آیا اس نے یہ پوچھنے کے لیے اس کو اس طرح سے اٹھایا تھا،وہ حیران تھا۔۔

میں نے پوچھا کیا کلاس روم سونے کی جگہ ہے ؟آپ کی بار آواز تھوڑی بلند تھی کتابوں پر گرفت مضبوط تھی جیسے وہ اس کو واقع مارنے کا ارادہ رکھتی ہو

نہیں.. نہیں تو سوری،وہ آخر کیوں کنفیوز ہو رہا تھا اس کو سمجھ نہیں آیا

اگر آپ کو سونے سے فرصت مل گئی ہو تو آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ کلاس پروجیکٹ میں پروفیسر نے آپ کو میرا پارٹنر بنایا ہے بد قسمتی سے،آخری جملہ آہستہ آواز میں کہہ تھا،اب وہ اتنی بھی بدلحاظ نہیں تھی نہ۔

میرا پارٹنر کلاس پروجیکٹ میں،اس نے حیرانی سے انگلی کی مدد سے اپنی طرف اشارہ کر کے یہاں وہاں دیکھا تھا اس کو ایک لمحہ کے لئے یہ واقعی خواب لگا تھا

"اس بات کو سنہرے الفاظ میں لکھنا چاہیے کہ زندگی میں پہلی اور آخری دفعہ وہ واحد پروجیکٹ ہو گا جو وہ خود کرے گا اور وہ بھی پورے دل سے۔"

Clubb of Quality Content

وہ اس کو جواب دیے بنا کلاس روم سے باہر چلی گئی کچھ دیر وہاں بیٹھے سوچنے کے بعد وہ اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا اور اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا، اس کی سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی

کیا تم جانتے ہو میرا باپ کون ہے؟ اس کی حرکت پر اس نے بے ساختہ لفظ ادا کئے تھے،، بال ہوا کی وجہ سے لہرا رہے تھے

ظاہر ہے آپ کی ماما کے شوہر ہوں گئے نہ، اس کی حاضر جوابی اس بات کا ثبوت تھا کہ اب وہ ہوش میں تھا۔

شٹ اپ مسٹر، وہ ناگواری سے بول کر سائیڈ سے نکلنے لگی کہ وہ دوبارہ اس کے آگے آیا۔

مسٹر نہیں طلحہ ذوالفقار نام ہے میرا، وہ بہت احترام سے بولا تھا اس طرح سے تو کبھی اپنے والد محترم سے بھی نہیں بولا ہو گا

تو مسٹر ذوالفقار آپ میرے راستے سے ہٹیں گے پلیز،، وہ آنکھیں دیکھا کر ضبط سے بولی ۔آس پاس سے گزرتے ہوئے باقی سٹوڈنٹس نے ان کو عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

مسٹر ذوالفقار نہیں مسٹر طلحہ ٹھیک رہے گا، وہ جیلس ہوا تھا۔

وہ اس بات کو اگنور کر کے بڑبڑاتی وہاں سے چلی گئی

آہاں ایک ہی ملاقات میں یہ حالت کر گئی کہ مسٹر طلحہ ذوالفقار نے اپنی نیند قربان کر دی، اس کے دوست نے پیچھے سے آتے تبصرہ کیا وہ اب بھی اس طرف متوجہ تھا جہاں سے وہ گئی تھی

وہ کون تھا جس نے کہا تھا "I PERFER VODKA" ایک اور دوست نے طنزیہ لہجہ میں تجزیہ دیا تھا اس کو یاد آیا اس نے یہ بات کلب میں کہی تھی

رات کے ایک بجے کا وقت تھا وہ اپنے دوستوں کے ساتھ نائٹ کلب میں بیٹھا ڈرنک انجوائے کرنے میں مصروف تھا اس کے آس پاس میوزک کے ساتھ لوگوں کے قہقہے اور باتیں سنائی دے رہی تھی پاس ایک ٹیبل پر ایک نوجوان شخص مسلسل ایک لڑکی کو منانے کی کوشش کر رہا تھا وہ نشے کی حالت میں ایک ہی بات دہرا رہا تھا۔۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"BELIEVE ME I REALLY LOVE YOU"

اس کی باتوں پر جیک نے اس سے سوال کیا (طلحہ کا دوست) "ویسے کیا لگتا ہے تم پر ایسا وقت آئے گا" وائن والے ہاتھ کی مدد سے اس کپل کی طرف اشارہ کرتے، اس کو زچ کرنے کے لیے سوال کیا۔ شور کی وجہ سے اس کو اپنی آواز بلند کرنی پڑی۔

ایک طنزیہ نظر اس کپل کو دیکھنے کی بعد اس نے دوبارہ جیک کو دیکھا اور پُر سکون انداز میں جواب دیا

LOVE? I PERFER VODKA

اس کے لہجہ میں ہلکا سا ہنسی کا تصور تھا ساتھ ایک آنکھ ونک کی اور ڈرنک پینے لگا

اس کے آس پاس موجود لوگ اس کی بات سے متفق ہوئے اور دوبارہ یہاں وہاں لوگوں کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔۔وہ نوجوان شخص، اس بھی وہی جملہ دوہرا رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی، پاکستان

نہیں یہاں نہیں بیٹھنا ہے، یہ افشاں کی جگہ ہے، وہ کلاس روم میں موجود دوپونیا کیے لڑاکا عورتوں کی طرح اپنی بیسٹ فرینڈ اور کزن کی سیٹ رکھنے کے لیے لڑائی کر رہی تھی

یہ اس کی جگہ نہیں ہے یہاں میں بیٹھوں گی، اس کے مقابلے میں لڑکی بلند آواز میں بولی ساری کلاس ان کی بحث کی طرف متوجہ تھی۔

Clubb of Quality Content

میں اس کی جگہ کسی کو نہیں دوں گی، وہ غصے سے بولی اور اس کی نظر کلاس کہ دروازے پر گئی جہاں سے افشاں داخل ہوئی تھی۔

سنو افشاں تم یہاں آؤ میں نے تمہاری سیٹ رکھی ہے، ہاتھ اٹھا کر اس نے اونچی آواز میں اس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

رئیسہ کو دیکھنے کے بعد اس کی نظر ان لڑکیوں کی طرف گئی جو غصے سے اس کو دیکھ رہی تھی اس نے دوبارہ رئیسہ کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی اور سر جھکا کر دوسری جگہ پر بیٹھ گئی

رئیسہ ابھی بھی افشاں کو بلانے کی کوشش میں لگی تھی کہ اس دوسری لڑکی نے اس کو زور سے پیچھے دھکا دیا ٹیبل لگنے کی وجہ سے اس کی کہنی بری طرح زخمی ہوئی تھی اس کے جوابی حملے یا کچھ کہنے سے پہلے کلاس ٹیچر کلاس میں داخل ہوئی تو وہ سب جلدی میں اپنی جگہ پر واپس چلی گئی وہ اپنی کہنی کو دیکھتی اپنی جگہ پر بیٹھ گئی

"رئیسہ نے واقعی اس کی جگہ کسی کو نہیں دی تھی "

بریک ٹائم میں وہ دوبارہ افشاں کے پاس موجود اس کے سامنے اس کے باتیں کرنے میں مصروف تھی یا خود سے یہ کہنا زیادہ مناسب تھا۔

مجھے پتا ہے تم صبح میرے ساتھ کیوں نہیں بیٹھی وہ لڑکیاں بری ہیں نا انہوں نے مجھے بھی ہٹ کیا دیکھو، وہ اپنی زخمی کہنی اس کو دیکھ رہی تھی جس کو اس کی ذرا بھی فکر نہیں تھی "تم نے اچھا کیا تم صبح میرے ساتھ نہیں بیٹھی ورنہ وہ تمہیں بھی ہٹ کرتی" وہ معصومیت سے بولتی اس کو شاباشی دے رہی تھی۔

افشاں کا سارا دھیان اپنے کھانے پر تھا جیسے اس سے شاید ہی کوئی ضروری کام ہو دنیا میں، اس نے سر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں تھا

چلو رئیسہ گھر نہیں جانا ہے کیا، چھٹی کے وقت بھی رئیسہ کو سکول کے باہر کھڑا دیکھ کر عشاء نے سوال کیا۔

چاچو نے کہا تھا وہ لینے آئیں گے تم بھی رک جاؤ ساتھ جائیں گے ان کے، وہ تھوڑا ہٹ کر کھڑی ہوئی اس کو جگہ دی تھی

وہ لیٹ ہو جائیں گئے پھر ماما ڈانٹیں گی ہمیں، وہ اس کی کہنی پکڑ کر لے جانے لگی بے ساختہ رئیسہ کے منہ سے سسکی نکلی تھی

کیا ہوا تمہیں، وہ فکر مندی سے پوچھتے اس کو چیک کرنے لگی۔

کچھ بھی تو نہیں چلو گھر چلیں، اس کو ڈر تھا کہ وہ بھی ڈانٹے گی اسے وہ گھر جانے کے لیے آگے بڑھی۔

تم نے آج پھر لڑائی کی کیا؟ اندازہ لگایا اب کی بار اس کو کہنی سے نہیں پکڑا تھا

نہیں میں نے کچھ نہیں کیا میں بس افشاں کی سیٹ رکھی اور ان لڑکیوں نے مارا مجھے، اس کی آنکھیں نہ چاہتے ہوئے بھی نم ہوئی تھی۔

تو پھر افشاں بیٹھی تمہارے ساتھ؟ وہ اس کو ساتھ لیے نرمی سے پوچھنے لگی

نہیں وہ نہیں بیٹھی کیونکہ اگر وہ بیٹھ جاتی تو وہ اس کو بھی ہٹ کرتی اس نے صحیح کیا نہ؟ وہ اس سے رک کر جواب مانگ رہی تھی

ہاں اچھا کیا، چلو گھر چلتے ہیں ایسے لوگوں کو ویسے بھی اللہ معاف نہیں کرتا، وہ اس کو تسلی دیتی آہستہ آہستہ گھر کی طرف بڑھی اور رئیسہ خاموش سے اس کے پیچھے تھی۔

اگلی صبح وہ رئیسہ کے آنے سے پہلے اس کی کلاس میں ان لڑکیوں کے سامنے موجود تھی

تم لوگوں نے میری بہن کو مارا تھا؟ اس نے غصے سے پر آہستہ آواز میں پوچھا۔

ہم نے مارا نہیں تھا وہ ہمیں تنگ کر رہی تھی تو ہم نے بھی کیا اس کو بس، انہوں نے سارا الزام رئیسہ پر ڈال دیا۔

عشاء نے اپنے بالوں میں موجود بلیک پن نکالی اور بنا دیکھے ان کو مارنا شروع کر دی وہ مسلسل آوازیں نکالنے میں مصروف تھی اور وہ بے دھیانی میں ان کو مارنے میں۔

میری بہن مجھ سے جھوٹ نہیں بولتی ہے دوبارہ اس کو تنگ نہیں کرنا۔ انگلی اٹھی کر وہ اب بلند آواز میں بولی تھی۔

وہ کلاس سے باہر جاتی کہ اس کی نظر کلاس میں داخل ہوتی افشاں پر گئی اس کے چہرے کے تاثرات سے لگتا تھا اس نے عشاء کی حرکت دیکھ لی تھی

اگر دوبارہ تمہاری وجہ سے میری بہن کو دوبارہ چوٹ آئی نہ تو اس سے ڈبل میں تمہیں دوں گئی افشاں، سخت گرفت سے اس کا بازو پکڑ کر پیچھے کو دھکا دیا تھا

کہ وہ سب وہ کبھی نہ کرتی اگر اس نے اپنے چاچو کو رئیسہ سے بات کرتے نہ سنا ہوتا تو۔۔

۔**بڑے بہن بھائی محافظ ہوتے ہیں**۔۔۔اور یہ اس بات کا ردعمل تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆

لاہور، پاکستان

سر وہ باہر طلحہ ذوالفقار صاحب آئے ہیں، وہ دونوں باپ بیٹا ناشتہ کرنے میں مصروف تھے کہ گاڈر نے پیغام دیا۔

اب یہ شخص یہاں بھی آیا کرے گا، ہادی ناشتہ چھوڑ کر وہ سخت مگر مدھم آواز میں بولا

آخر تمہارا مسئلہ کیا ہادی؟ کیا کہتا ہے وہ تمہیں؟ وہ بھی اس سے اسی کے لہجہ میں مخاطب ہوتے ہوئے اس کو غصے سے دیکھنے لگے ناشتہ اب غیر ضروری ہو گیا تھا۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں اس سے پر آپ کو بہت جلد ہو گا نہ جب، پھر مجھے کچھ نہ کہیے گا آپ، اس نے جوس کا گلاس زور سے ٹیبل پر مارا جوس ٹیبل پر بکھر گیا۔

اب کہاں جا رہے ہو تم؟ وہ مزید برہم ہوئے، منہ کا ذائقہ کافی سے کڑوا ہو گیا تھا۔

یونیورسٹی جا رہا ہوں آپ دونوں کی فضول گفتگو سننے کا سٹیمنا نہیں ہے میرے اندر، وہ بیگ لیے باہر چلا گیا اور دروازہ زور سے مارنا نہیں بھولا تھا۔۔

اسلام علیکم برخوردار، طلحہ نے اس کو جاتا دیکھ کر خوش گوار لہجہ میں اس کو مخاطب کیا وہ آج بھی فورمل ڈریس میں موجود تھا۔

وعلیکم السلام،اس کی آواز پر سختی سے آنکھیں بند کر کے کھولی تھی اور رکے بنا باہر کی طرف جانے لگا۔

یقیناًمیرے اتنے صبح آنے تنگ نہیں ہوئے ہو گے تم،دھوپ کی وجہ سے اس کی آنکھیں چھوٹی ہوئی تھی۔

نہیں میں ایسی چیزوں پر کم ہی غور کرتا ہوں، طلحہ جواب دیتا کہ لڑکی کی آواز پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا

اوئے ہادی، رئیسہ نے اس کو آواز دی وہ گیٹ پر موجود اس کو ہاتھ ہلا کر آنے کا کہہ رہی تھی، اس کے تھوڑے فاصلے پر گارڈ موجود تھا۔

اچھا وکیل ہیں کیا یہ محترمہ بھی؟ طلحہ نے ہادی کی طرف دیکھ کر سوال کیا آج ہاتھ میں سگریٹ کی بجائے سگار تھا۔

بہت اچھی سکیمر بھی ہیں یہ محترمہ،اس نے موڑ کر جواب دیا اس کو اچھا نہیں لگا تھا اس کا پوچھنا۔۔

اس کا قہقہہ بے ساختہ تھا" مطلب وکیل اچھی ہیں" آہستہ آواز میں بول کر وہ گھر کے اندر کی طرف بڑھا۔

تم آرہے ہو ہادی یا میں جاؤں؟ وہ غصے سے بلند آواز میں بولی، دھوپ کی وجہ سے چہرہ ہاتھ کی مدد سے کور کیا تھا۔

ہادی اس کی آواز پر اس کی طرف بڑھا اور مڑ کر طلحہ کی پشت دیکھی، وہ اب اس سے دور تھا

کیسے آنا ہوا پھر طلحہ صاحب، وہ اس کے استقبال کے لیے اس کو دروازے سے ریسیو کرنے آئے تھے۔اقبال کا لہجہ بالکل مختلف تھا۔

کچھ نہیں بس چند ایک چیزیں ایکسپورٹ کرنی تھی آپ کا نام سرفہرست آتا ہے نہ بس اس لیے، وہ اس وقت لاؤنج میں موجود تھے۔

کیوں نہیں آپ کے لیے تو جان بھی حاضر ہے چند چیزوں کی کیا بات ہے؟ ٹیبل بہت سے کھانے کے لیے لوازمات رکھے تھے جن کو کسی نے چھوا بھی نہیں تھا

جان لینے والی اور دینے والی ذات ایک ہے میں کون ہوتا ہوں عمل دخل کرنے والا نصیب کا لکھا ہوا کچھ کہہ نہیں سکتے اگر میرے ہاتھ سے لکھی ہوئی تو کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں، بات کے آخر میں اس نے مدھم قہقہہ لگایا

جج...جی، مشکل سے لفظ ادا ہوا تھا وہ کنفیوز ہوا تھا یا ڈرا تھا کہنا مشکل تھا

دیکھیں اقبال مرزا میرے ساتھ ڈبل گیم نہیں کھیلنا، ہاتھ میں سگار کا دھواں اور خوشبو ارد گرد پھیلی تھی۔

ارے میں کیوں ایسا کرنے لگا آپ بے فکر رہے، یقین دھیانی کرنے کے ساتھ وہ کپ میں چائے ڈالنے لگا۔

اوکے آپ بھی بے فکر رہے پھر اور اگر کچھ کرے بھی تو دعا کرنا موڈ اچھا ہو اکیونکہ میں بندہ اچھا تب تک ہوں جب تک موڈ اچھا ہے۔۔۔اپنے مطلب کی بات کرنے کے بعد ہوا میں دھواں چھوڑتا اٹھ کر وہاں سے چلا گیا دوسرں کی بات سننا، وہ بھی بنا مطلب اس کے خون میں شامل کہاں تھا۔۔

اقبال مرزا نے جاتے دیکھا وہ کئی لمحے اپنی جگہ پر بیٹھا رہا اس کو ایک لمحہ کے لئے سمجھ نہیں آیا کہ یہ اطلاع تھی یا دھمکی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مسلسل فون کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔

کمرہ دن کے وقت بھی رات کا منظر پیش کر رہا تھا اور سارے گھر میں ہر طرف فون کی آواز گونجی رہی تھی یہاں وہاں فون تلاش کر کے اس نے کالر آئی ڈی دیکھی اور ایک دم آنکھیں زور سے بند کر کے کھولی۔

آج ورکنگ ڈے نہیں ہے پروفیسر، کمبل میں منہ دیے وہ بہت مدھم آواز میں بولی کہ اگر کوئی متوجہ نہ ہوتا تو اس کی آواز سنائی نہ دیتی

مجھے پتا ہے آج ورکنگ ڈے نہیں ہے پر تمہارا حساب ہے کچھ میری طرف، ان کی آواز میں نامحسوس سا شور تھا جیسے وہ کوئی کام کرتے ہوئے بات کر رہے ہوں

میری طرف آپ کا قرضہ، اس کی آنکھیں ایک دم کھولی تھی

اسائمنٹ سبمٹ کرنے کا اگر یاد ہو، ان کا لہجہ طنزیہ تھا

Clubb of Quality Content

پروفیسر یہ بھی کوئی وقت ہے چائے کا، فون کان سے دور کر کے ٹائم دیکھا تھا۔

چائے پینے کا کوئی وقت نہیں ہوتا، ٹھہر ٹھہر کر لفظ ادا کیے۔

پروفیسر، اس نے احتجاج کیا۔۔

آپ شاید بھول رہی ہیں میں مارکس شیٹ بدلنے کا اختیار رکھتا ہوں، اب فون سے شور آنا بند ہو گیا تھا شاید وہ کام کر کے فری ہو گئے تھے۔

اس نے کچھ کہے بنا اپنی آنکھیں گھوماتے فون بند کیا اور اٹھی

اگلے آدھے گھنٹے میں رئیسہ اور پروفیسر حماد قریب کے کیفے میں موجود تھے۔ کچھ ٹیبلز پر لوگ آپس میں گفتگو کرنے میں مصروف تھے، کچھ فون استعمال کرنے میں۔ ان کی ٹیبل کے پاس موجود شخص مسلسل کسی بحث میں مصروف تھا۔

اپنا آرڈر دینے کے بعد وہ فون استعمال کرتی مسلسل پیچھے دیکھنے میں مصروف تھی۔

سب ٹھیک ہے نہ، دیکھو اگر بل نہیں دینا تو بتا دو بھاگنے کے طریقے مت سوچو، انہوں نے محسوس کیا تھا اس کا مسلسل پیچھے دیکھنا۔

نہیں بھاگ رہی میں بس پریشان ہوں، وہ اب بھی پیچھے دیکھنے میں مصروف تھی

کوئی مسئلہ ہے کیا؟آواز میں ہلکا سا تجسس اور پریشانی تھی۔۔

نہیں مجھے نہیں لگتا سب ٹھیک ہے کچھ دنوں سے ایسا لگ رہا جیسے مجھے پر کوئی نظر رکھ رہا ہے، وہ کیفے میں موجود لوگوں کو دیکھنے لگی۔

پروفیسر حماد کچھ کہتے کہ ویٹر کی وجہ سے خاموش ہو گئے ٹیبل پر دو کپ اور کچھ کھانے کی چیزیں موجود تھی چائے اور کافی کی مکس خوشبو ٹیبل پر پھیلی ہوئی تھی کس کی خوشبو زیادہ ہو گئی چائے یا کافی ظاہر ہے اس کی جو آپ کو پسند ہو گی۔

کون ہو سکتا ہے اور جو کوئی بھی ہو شاید اس کو کچھ چاہیے ہو تم سے،ان کا دھیان رئیسہ کی طرف کم اور چائے پر زیادہ تھا،اب محبوب سامنے ہو تو کیا انسان کیلئے کچھ اور ضروری رہ جاتا ہے

ہاں میرے کی باپ شوگر ملز ہیں نہ جو انہوں نے مجھے دی ہیں اور کوئی اس کے لیے میرا پیچھا کرے گا،بیزاری سے جواب دیا

ویسے اگر تمہارے والد صاحب کی شو گر ملز ہوتی بھی تو مجھے یقین ہے وہ تمہارے نام تو نہیں کرتے کم از کم، وہ جواب دے کر مسکرانے لگے۔

انکل اب یہ زیادہ پرسنل ہو رہا ہے، انگلی دیکھا کر وہ بگڑ کر بولی۔

پرسنل ہے پر حقیقت ہے، وہ چائے چھوڑ کر اس کے تاثرات دیکھنے لگے۔

آپ دور ہی رکھے مجھے ایسی حقیقت سے، ہاتھ ہلا کر کہتے ہوئے وہ کافی پینے لگی۔

"ویسے آپ کو پتہ انکلوہ جلدی سے بات بدل گئی تھی" آپ میری پرسنیلٹی خراب کر رہے ہیں اس کا اشارہ ان کی عمر کی طرف تھا۔

سیر سیلی میں خراب کر رہا ہوں تم خراب کر رہی ہو کہا میں اور کہاں تم کچر ارانی، اب بات ان کی انا پر آئی تھی وہ ان کو بوڑھا کہ رہی تھی انداز ایسا تھا جیسے کیا مطلب ابھی پچاس کے ہی تو تھے وہ

کیا ! ! کچر ارانی اور وہ بھی میں ؟؟ کافی منہ سے باہر آتے آتے رہ گئی تھی۔

سیف گارڈ کارٹون نہیں دیکھے کیا کبھی، وہ کرسی پر ٹیک لگائے اس کا انٹر ویو لے رہے تھے۔

کون سے کارٹون ؟ گردن ہلا کر سوال کیا۔

گوگل کرلو، وہ یہاں وہاں دیکھتے چائے پینے لگے جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو

ریچارج نہیں ہے میرے پاس، آنکھیں گھوما کر وہ بھی ان کے انداز میں یہاں وہاں دیکھنے لگی

ااااوو تو شوگر ملز کی ملک کے پاس ریچارج نہیں ہے، بچوں جیسا انداز

اس کام کے لیے ریچارج نہیں ہے، دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے وہ آگے ہو کر ضبط سے بولی۔

ہاں کان چاہے یہاں سے پکڑ و یا وہاں سے کام تو ایک ہی ہے نہ، انہوں نے رئیسہ کو تنگ کرنے کے لیے انگلی کی مدد سے کان پکڑ کر دکھایا تھا۔

رئیسہ گہری سانس لے کر کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی

خاموش رکھنے میں بھلا ہے کیونکہ رئیسہ تمہارے ستارے گردش میں ہیں آج کل۔۔اس نے سوچا

ان کی ٹیبل کی پاس موجود شخص ابھی بھی مسلسل بحث میں مصروف تھا وہ اپنا غصہ کبھی ٹیبل پر نکالتا کبھی بالوں۔پر چائے کافی کی خوشبو اب مدھم ہو گئی تھی یا شاید غیر ضروری؟

☆☆☆☆☆☆☆☆

رئیسہ ڈارک بلو کلر کے ٹراؤزر، لڑکوں کی طرح بنی بٹن شرٹ جو اس کے گھٹنوں سے تھوڑا اوپر آتی تھی پہنے کورٹ میں داخل ہوئی اس کے آس پاس بہت سے بلیک وائٹ ڈریس میں بہت سے لوگ تھے اور وہ ان چند لوگوں میں شمار تھی جو کلر کپڑوں میں موجود تھے زاویار کے آفس جاتے ہوئے اس نے بہت سے لوگوں کو سلام کیا تھا

نہیں وہ ان کو جانتی نہیں تھی اور نہ وہ۔ یہ صرف اس لیے کہ اس کا موڈ اچھا تھا"

اسلام علیکم، وہ بنا دستک کے داخل ہوئی زاویار اپنے سامنے لیپ ٹاپ کے ساتھ بہت سی فائلز کھولے ساتھ میں ایر بڈز لگا کر مکمل طور پر اس میں مصروف تھا

رئیسہ کچھ دیر کھڑے رہنے کے بعد اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی وہ زاویار کی طرف دیکھتی بڑبڑانے لگی اس کی آواز اتنی تھی کہ کوئی بھی باآسانی اس کو سن سکتا تھا پر اس کے مطابق زاویار نہیں کیونکہ اس نے اِیر بڈز لگائے تھے نہ

کس کی بات سن رہیں ہوں گئے وکیل صاحب وہ بھی اتنے دھیان سے، اپنی کہنی ٹیبل پر رکھے وہ کبھی زاویار کو دیکھ رہی تھی تو کبھی اس کے سامنے موجود فائلز کو۔

آہاں بیوی ہو سکتی ہے، چوٹکی بجا کر بولا۔۔اس کی اس حرکت پر زاویار نے ایک نظر اس کو دیکھا اور دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ارے نہیں یار ان کو کون دے گا بیٹی اپنی، سوچنے کے ساتھ تاثرات بھی بدلے تھے جیسے اس کو بہت دکھ ہوا۔۔اب کرسی پر ٹیک لگائے ہاتھ پر تھوڑی رکھے مکمل طور پر سوچنے میں مصروف تھی کہ کیا ہو سکتا ہے بلکل ایسے کہ ایک شاہی مؤرخ نے شہزادے کی ذات پر بہت کچھ لکھنا ہو۔

جس ٹائپ کے یہ ہیں۔۔ نہیں اگر ہوئے بھی تو لڑکیوں کو کریلے پسند نہیں ہوتے، آواز اب بھی تھوڑی بلند تھی "ویسے ان کو کسی نے بتایا ہو گا کہ انہوں نے وکالت کر کے اپنے پیسے ضائع کیے ہیں" دستک کی آواز پر وہ خیالوں کی دنیا سے باہر آئی اور اس طرف متوجہ ہوئی دروازے کی طرف دیکھتے زاویار نے بھی ہاتھ کی مدد سے چائے رکھنے کا اشارہ کیا،

ماڑا آپ نے مجھے پیسے نہیں دیے تھے اس دن، سادہ شلوار قمیض میں ملبوس ہاتھ میں ٹرے لیے وہ لڑکا جس سے اس نے پوچھا تھا۔۔اس کی آواز نہ زیادہ بلند تھی نہ کم۔

میں نے کون سے پیسے دینے تھے تمہارے، حیرانی میں انگلی کی مدد سے اپنی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔

وہ میں نے آپ کو بتایا تھا نہ ان کے چکروں کا، بے دھیانی میں غلط الفاظوں کا انتخاب کیا تھا

کون سے ان کے چکروں کے بارے میں بتایا تھا تم نے مجھے ؟؟ کرسی سے کھڑے ہوئے کمر پر بازو رکھے خفگی سے بھرپور آواز میں پوچھا وہ مزید کچھ کہتی کہ زاویار نے مسلسل چائے والے اور رئیسہ کو باتیں کرتے دیکھ کر ایربڈز اتار کر سائیڈ پر رکھے اور ان کی طرف متوجہ ہوا۔

تمہیں شرم نہیں آتی ایسی باتیں کرتے، کیس کر دیں گے وکیل صاحب تم پر، اس نے فوراً سے اپنی بات بدلی تھی اور بازو لمبا کیے زاویار کی طرف اشارہ کیا

زاویار کے اشارے پر وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا، زاویار اپنے سامنے موجود چیزوں کو سمیٹنے لگا تھا

کیا آج بھی وہ فائلز سے ریڈ کرنی ہے کیا؟ بہت دیر بعد اس نے سوال کیا

نہیں آج کچھ نہیں کرنا ہے ضروری ٹرائل ہے میرا، تو میں وہاں مصروف ہوں، اپنی فائلز کو لیپ ٹاپ پر رکھے وہ جانے کے لیے کھڑا ہوا

دروازے کے پاس پہنچ کر زاویار رئیسہ کی طرف متوجہ ہوا اس کی نظریں بھی زاویار کی طرف تھیں۔

ویسے مجھے کسی نے نہیں بتایا پر میں آپ کو بتا دیتا ہوں محترمہ کہ آپ وکالت کر کے اپنے پیسے اور وقت دونوں برباد کر رہی ہیں، اس کے جملے پر رئیسہ کی آنکھیں پوری طرح سے کھلی تھی۔۔

اور ہاں۔۔۔ کسی کے بارے میں اپنے نادر خیالات کا اظہار کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہیے وہ شخص کس طرف متوجہ ہے اس کے جواب اور تاثرات کو دیکھے بنا وہ وہاں سے چلا گیا۔۔

رئیسہ نے زور سے آنکھیں بند کر کے کھولی تھی اور اپنا سر ایک دو بار ٹیبل پر مار کر خود سے مخاطب ہوئی: اووو یار مطلب انہوں نے سب سن لیا تھا اف رئیسہ تیرے ستارے واقع گردش میں ہیں

زاویار آج بھی اپنی چائے چھوڑ کر چلا گیا وہ ہر دفعہ ایسے ہی کرتا تھا آفس کے کھولے دروازے سے اب بہت سے لوگوں کی آوازیں ایک ساتھ آنا شروع ہو گئی تھی

☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے...

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842